مدیر اعلیٰ کے قلم سے

دینی مدارس کے ساتھ غیر منصفانہ طرز عمل

مولانا محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

ایک عرصے سے دنیا بھر میں دین اسلام اور دینی مدارس اسلام دشمن قوتوں کا خصوصی ہدف ہیں۔ عالمی سطح پر جس طرح اسلام مخالف اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں، مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کیا جاتا ہے، اسلامی ناموں کی وجہ سے لوگوں کو مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے، اسلام کو دہشت گردی کا مذہب باور کروایا جاتا ہے، دنیا جہان کی سب خرابیوں کا تمام تر ملبہ مسلمانوں پر ڈالا جاتا ہے اسی طرح پاکستان میں مقامی سطح پر وہی سلوک جو عالمی سطح پر اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے وہی سلوک دینی مدارس، علماء وطلبہ اور ڈاڑھی پگڑی کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے ۔کبھی دینی مدارس کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈہ، کبھی مدارس کے گرد گھیرا تنگ کرنے کی کوشش، کبھی مدارس کے نصاب پر طبع آزمائی، کبھی کوائف طلبی کے نام پر دینی مدارس کے منتظمین کو ہراساں کرنے کی کوشش، کبھی دہشت گردی کے ڈانڈے دینی مدارس سے جوڑنے کی کوشش، کبھی دینی مدارس کے فضلاء کے ساتھ امتیازی طرز عمل، کبھی دینی مدارس کے خلاف بغیر کسی ثبوت کے مختلف رپورٹوں کا اجراء، کبھی کسی مشکوک فرد کی آڑ میں دینی مدارس کے خلاف الزام تراشی کی مہم جوئی اب ایک معمول کی بات بنتی جا رہی ہے۔

اس لیے ہمیں مدارس کے دفاع اور بقاء کے لیے چومکھی لڑائی لڑنی پڑتی ہے۔کبھی عالمی استعماری قوتوں کی غیر منطقی ہدایات اور غیر معقول مطالبات، کبھی وفاقی صوبائی حکومتوں کی ناقابل فہم پالیسیاں اور کبھی دیگر مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے بالخصوص دینی مدارس کے وابستگان کو ہر جگہ دوہرے معیار کا سامنا ہے۔گزشتہ دنوں وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ کے ساتھ میری ایک اہم ملاقات ہوئی جس میں مختلف اہم امور زیر بحث آئے۔اس موقع پر میں نے سید مراد علی شاہ اور سندھ حکومت کے حالیہ بعض اقدامات کے حوالے سے مذہبی حلقوں اور پاکستان بھر کے علماء کرام کی تشویش واضطراب اور عوامی موقف سے پوری خیر خواہی، دردمندی اور تفصیل کے ساتھ انہیں آگاہ کیا۔ان سے عرض کیا کہ پاکستان اسلام کے نام اور کلمہ طیبہ کے نعرے پر معرض وجود میں آیا اور اس کی بنیادوں میں لاکھوں مسلمانوں کا لہو شامل ہے اس لیے پاکستان سے اسلام کو دیس نکالا دینے کی کوئی کوشش نہ اس سے پہلے

کامیاب ہوسکی اور نہ ہی آئندہ ایسی کوئی کوشش کامیاب ہوسکے گی۔

احقر نے سید مراد علی شاہ سے عرض کیا کہ سب سے پہلا معاملہ سندھ اسمبلی میں اسلامی نظریاتی کونسل کو تحلیل کرنے کی قرارداد ہے۔ میں نے عرض کیا "اسلامی نظریاتی کونسل" ایک آئینی ادارہ ہے جو پاکستان کے قیام کے مقاصد سے ہم آہنگ اور پاکستان کے آئین کا تقاضہ ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے بانی چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو اس کے قیام کا سبب بنے اس لیے سندھ اسمبلی سے اسلامی نظریاتی کونسل جیسے آئینی اور اساسی ادارے کی تحلیل کی بات افسوسناک اور حیران کن ہے سندھ اسمبلی کو اپنی یہ قرارداد فی الفور واپس لینی چاہیے۔

دوسرا مسئلہ قبولیت اسلام کا ہے۔ جبری طور پر اسلام قبول کرنے کا نہ تو اسلام روادار ہے اور نہ ہی کبھی کسی مسلمان نے کسی غیر مسلم کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا ایسے میں یہ کہنا کہ اٹھارہ سال سے کم عمر لوگوں کا قبول اسلام معتبر نہیں تو کیا اس کا مطلب ہے کہ اٹھارہ سال کے بعد اگر کسی کو جبری طور پر مسلمان بنایا جائے تو وہ قابل قبول ہوگا؟ اصل مسئلہ جبر واکراہ اور رضامندی و مجبوری کا نہیں بلکہ درحقیقت اسلام دشمنی اور اسلام بیزاری کا اظہار ہے جو کسی بھی مسلمان کے لیے باعث عار ہے۔ میں نے مراد علی شاہ سے کہا ''علی آپ کے نام کا بھی حصہ ہے، آپ کے پیش رو سید قائم علی شاہ کے نام کا بھی حصہ تھا، آپ کی پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو سے لے کر آصف علی زرداری تک ''علی'' سب لوگوں کے نام کا حصہ ہے اس لیے کم از کم آپ لوگوں کو تو یہ قصہ نہیں چھیڑنا چاہیے تھا کہ کم عمری کا اسلام قبول نہیں بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ یا تو حضرت علیؓ والی عمر میں اسلام قبول کرنے کو تسلیم کیجیے یا اس مبارک نام کو اپنے نام کا حصہ مت بنائیے۔ اور "اسلام" صرف بچپن ہی نہیں بلکہ عمر کے کسی بھی مرحلہ میں "جبری اسلام" کی اجازت نہیں دیتا، 100 سال کے بوڑھے پر بھی اسلام قبول کرنے کیلئے جبر نہیں کیا جاسکتا۔

تیسرا مسئلہ جس کی طرف وزیراعلیٰ سندھ کی توجہ مبذول کروائی وہ شراب کی خرید وفروخت پر سے پابندی اٹھانا ہے۔ میں نے وزیراعلیٰ سے عرض کیا کہ یہ اقدام بھی پاکستانی آئین، اسلامی احکام، ہماری مشرقی روایات اور کلچر و تہذیب کے بھی منافی ہے اور نسل نو کا ایمان اور زندگیاں داؤ پر لگانی والی بات ہے اس لیے اس کو فی الفور کالعدم قرار دے کر شراب پر پابندی کو فی الفور بحال قرار دیا جائے۔

چوتھا معاملہ جس پر وزیراعلیٰ سندھ سے بات ہوئی وہ دینی مدارس کی رجسٹریشن کا قضیہ تھا۔ میں نے از راہِ تفنن وزیراعلیٰ سے عرض کیا کہ آپ مراد علی ہو کر نیشنل ایکشن پلان کی مراد نہیں سمجھ پائے۔ نیشنل ایکشن پلان میں اگرچہ غیر متعلقہ طور پر ہی سہی مگر دینی مدارس کی رجسٹریشن کروانے کی بات کی گئی تھی دینی مدارس کی رجسٹریشن کو پیچیدہ اور مشکل بنانے اور اس پر نت نئی قانون سازی کی ہرگز بات نہیں کی گئی اس لیے آپ نیشنل ایکشن پلان کی مراد کو سمجھیے اور سندھ اسمبلی میں دینی مدارس کی رجسٹریشن کا جو ترمیمی بل پیش کیا گیا اس باب کو ہمیشہ کے لیے بند کر دیجیے کیوں کہ وہ مختلف حکومتوں سے ہونے والے سابقہ معاہدوں اور پی پی کی ماضی کی پالیسیوں سے کسی طور ہم آہنگ نہیں۔

آخر میں میں نے وزیر اعلیٰ کو سندھ حکومت کی طرف سے وفاقی وزارت داخلہ کو بھیجی گئی 94 مدارس کی فہرست پر عوامی اشتعال واضطراب سے آگاہ کیا۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ کس قدر مضحکہ خیز بات ہے کہ ایسے مدارس جو سندھ کی حدود میں ہی نہیں آتے ان کے نام بھی اس رپورٹ میں شامل کر دیئے گئے۔ اسی طرح وہ مدارس جن کو عالمی سطح پر قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے خود آنجناب، آپ کی پارٹی کے عہدیداران دارالعلوم کراچی، جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، جامعہ فاروقیہ اور جامعہ بنوریہ جیسے اداروں کے دورے کرتے ہیں اور ان اداروں کی دینی و تعلیمی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ آپ کی رپورٹ میں ان مدارس کو بھی مشکوک اور دہشت گردی میں ملوث مدارس کی فہرست میں ڈال دیا گیا، نہ کوئی ثبوت، نہ کوئی حوالہ، نہ کوئی پس منظر بلکہ سندھ حکومت بلاوجہ مدارس کی کردار کشی کی مہم کا حصہ بنی۔ اس پر وزیر اعلیٰ سندھ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ بعض گرفتار افراد نے دوران تفتیش جن مدارس میں تعلیم حاصل کرنے کا ذکر کیا کہ انہوں نے فلاں مدرسہ سے تعلیم حاصل کی ہم نے ان مدارس کی فہرست وفاقی وزارت داخلہ کو ارسال کی۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ یہ تو بہت عجیب منطق اور دینی مدارس کے ساتھ سراسر امتیازی اور غیر منصفانہ سلوک ہے کیوں کہ یہاں ایسے عناصر بھی ہیں جنہوں نے فیکٹری میں زندہ انسانوں کو جلایا، ایسے لوگ بھی ہیں جن کے دامن پر سینکڑوں لوگوں کے لہو کے چھینٹے ہیں، ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے نامی گرامی علماء کرام کو خاک وخون میں تڑپایا، یہاں آئے روز ٹارگٹ کلنگ ہوتی ہے، لوٹ مار ہوتی ہے، دہشت گردی کے بڑے بڑے واقعات ہوتے ہیں ان واقعات میں ملوث عناصر مختلف تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم رہے لیکن آج تک کسی تعلیمی ادارے کو الزام نہیں دیا گیا، کسی کے شعبے پر انگلی نہیں اٹھائی گئی لیکن صرف دینی مدارس کے بارے میں ایسا طرز عمل سراسر مدارس دشمنی، امتیازی سلوک اور غیر منصفانہ وجانبدارانہ طرزِ عمل ہے۔ سندھ میں دہشت گردی، قتل و غارت وغیرہ کے واقعات میں ملوث افراد کی ایک کثیر تعداد یونیورسٹیوں کی تعلیم یافتہ ہے۔ انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ پھر کراچی یونیورسٹی، سندھ یونیورسٹی، انجینئرنگ یونیورسٹی وغیرہ کے تعلیم یافتہ مجرمین کی وجہ سے ان یونیورسٹیوں کو بھی مشکوک قرار دیا جاتا اور وفاقی وزارت داخلہ حکومت پاکستان کو ان کی فہرست ارسال کر کے ان کے خلاف بھی کاروائی کی سفارش کی جاتی۔ اس پر وزیر اعلیٰ سندھ نے کہا کہ انہیں پہلی دفعہ کسی نے ان تمام معاملات میں اتنی وضاحت کے ساتھ ایک نیا رخ دکھایا جو میرے لیے خوشی اور اطمینان کا باعث ہے انہوں نے آخر میں یقین دہانی کروائی کہ وہ جملہ معاملات پر از سر نو غور وخوض کریں گے۔

وزیر اعلیٰ سندھ سے ہونے والی اس ملاقات سے ہمارا وہ دیرینہ تاثر مزید گہرا ہوا کہ دینی مدارس اور مذہبی معاملات میں ادھوری معلومات، بے بنیاد رپورٹوں اور جھوٹے مفروضوں کی بنیاد پر پالیسیاں وضع کی جاتی ہیں جو بعد میں پیچیدگی اور سبکی کا باعث بنتی ہیں ہمارے حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ دینی معاملات اور دینی اداروں کو بازیچہ اطفال بنانے سے گریز کیا کریں۔